اور جب ہم اناطولیہ (انقرہ) پہنچے؟............

انقرہ استانبول سے ۴۵۴ کلومیٹر یعنی ۲۸۲ میل کے فاصلہ پر جنوب مشرق میں واقع ہے۔ ہمارا انقرہ جانے کا ارادہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ یہ ترکی کا موجودہ دارالحکومت ہے اس لئے اسے دیکھنا چاہئے...... ورنہ دلچسپی کی کوئی خاص شئے پیش نظر نہ تھی..........

انقرہ کا معروف قلعہ حصار (The Citadel) تین ہزار سال پرانا ہے اس قلعہ کی دیواریں بہت ہی چوڑی (موٹی) ہیں......اور مضبوط پتھروں کی بنی ہوئی ہیں...... بیزنطینی سلطنت روما نے اسے اہمیت کا حامل بنادیا یہ اس سلطنت کا ایک قدیم معماری ودفائی شاہکار ہے......قلعہ میں اب بھی ایک چھوٹا سا گاؤں آباد ہے جس کے باشندے انقرہ کے کیپیٹل بن جانے کے برسوں بعد تک آج بھی اسی طرح دیہاتی بودوباش اختیار کئے ہوئے ہیں جو اناطولیہ کے اس قدیم شہر کی قدامت پسندی وسادگی کے غماز ہیں...... مسلمانوں کی فتوحات نے جب سلطنت روما کے اس عظیم قلعہ کو فتح کرکے اسلامی جھنڈا لہرایا تو یہاں مسجد تعمیر کی...... چنانچہ سلطان علاء الدین جامع کے نام سے ایک مسجد قلعہ کے اندر موجود ہے...... جو ۱۱۷۸ء میں تعمیر کی گئی۔ قلعہ میں جس گیٹ سے داخل ہوتے ہیں اسے فنگر گیٹ کہا جاتا ہے جس کی توجیہ وہاں کوئی نہ بتاسکا...... اس گیٹ کو کلاک گیٹ بھی کہا جاتا ہے کہ اس پر ایک بہت بڑا کلاک نصب ہے...... ہم قلعہ کی بلند وبالا عمارت کے سب سے اوپر والے حصہ تک جانے میں کامیاب ہوگئے اور وہاں سے پورا شہر آپ کو اپنے قدموں میں نظر آتا ہے...... قلعہ میں قدیم تاریخی آثار اب صرف اینٹوں پتھروں ہی کی صورت میں باقی ہیں اور شہر کے لوگ سیر وتفریح کے لئے یہاں آجاتے ہیں تاہم یوروپی سیاحوں کے لئے آج بھی اس میں کشش ہے......

قلعہ جاتے ہوئے راستہ میں اناطولی ثقافت کے آثار لئے ہوئے ایک میوزیم ہے مگر میوزیم وزٹ کرنے کا وقت ہمارے پاس نہیں تھا سو ہم اس میں داخل نہیں ہوئے۔ اس کا نام Museum of anatolian civilization ہے۔ یہ الوس اسکوائر (Ulus square) پر ہے۔ اس کا ایڈریس یہ ہے......

Museum of Anatolian Civilisations(Anadolu Medeniyetleri Müzesi) Go"zcü Sokak No: 2 (map) 06240 Ulus, ANKARA, Turkey Tel: +90 (312) 324 31 60, -61, -65Fax: +90 (312) 311 28 39¡ anmedmuz@ttnet.net.tr

☆ الاعمال بخواتمها .... شاهنامه آخرش خوش است☆

ہر میوزیم کی طرح اس میں بھی ہر طرح کے گھوگھوڑے موجود ہیں...... جو اس شہر (انقرہ) اور اس خطہ (اناطولیہ) کی تاریخ بیان کرتے ہیں واضح ہو کہ ترکی دو اہم حصوں پر مشتمل ہے ایک حصہ اناطولیہ ہے جو کہ ایشائے کوچک کہلاتا ہے اسی میں انقرہ ہے۔ جبکہ دوسرا حصہ قدیم بازنطین ہے جو بعدازاں قسطنطین بادشاہ کے فتح کرنے سے اس کے نام سے قسطنطنیہ کہلایا...... قدیم قسطنطنیہ ہی استانبول ہے یہیں اصحاب کہف کا واقعہ رونما ہوا ۳۳۰ عیسوی میں قسطنطین نے عیسائی مذہب کو سرکاری مذہب کا درجہ دے دیا...... اور اس طرح یہ علاقہ رومی (عیسائی) سلطنت...... کا اہم مرکز و دارالحکومت قرار پایا...... قسطنطین کے بعد ڈیسیس (Decius) دقیانوس برسراقتدار آیا تو اس نے عیسائیت کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کا فیصلہ کیا اور پوری سلطنت روما میں قدیم بت پرستی کے مذہب کو زندہ کیا...... ایسے میں ایشائے کوچک کی بستی افسیس پر بھی اس نے شب خوں مارا اور عیسائیوں کو پکڑ پکڑ کر قتل کروانا شروع کیا تو چند نوجوان اس کے شر سے بچنے کے لئے فرار ہو کر قریب کے کسی پہاڑ کی غار میں پناہ گزیں ہو گئے...... اسی غار کو اصحاب کہف کا غار کہا جاتا ہے...... (اگرچہ اصحاب کہف کے غار کے بارے میں مختلف دعوے اور مختلف روایات ہیں) ایک سو ستاسی برس بعد ڈیسیس کا چراغ گل ہوا اور پھر ایک انقلاب نے امید کی نئی کرن روشن کی...... دوسو سال کے شکست و ریخت کے عرصہ میں اصحاب کہف محو آرام رہے جب آنکھ کھلی بھوک لگی اور شہر کا رخ کیا تو نقشہ ہی بدلا ہوا تھا......... (واقعہ کی تفصیلات کے لئے دیکھئے تفسیر ضیاء القرآن سورہ الکہف)

ایشائے کوچک کا انگورا شہر اور آج کا انقرہ ساڑھے چار ملین یا پانچ لاکھ کے قریب نفوس پر مشتمل تاریخی اعتبار سے بہت قدیم ہے اور اس شہر کے نام میں بھی مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں واقع ہوتی رہی ہیں...... کبھی جب اسکندر مقدونی نے یہاں سے گزرتے ہوئے اسے فتح کیا اور کچھ عرصہ یہاں قیام کیا تب اس کا نام انکورہ تھا' ...... لاطینی زبان میں اسے انکیرا اور انقیرا کہا گیا...... عباسی دور میں اسے عموریہ کے نام سے یاد کیا گیا...... اور ترکوں نے عثمانی دور سے ہی اسے انقرہ قرار دیا......... قلعہ کو یوں ویران سا دیکھ کر دل نے کہا...... کم من قریۃ اھلکنا ھا.......... کا قول کتنا سچا ہے...... کبھی اس قلعہ میں رعب و دبدبوں کا عروج رہا ہوگا اور یہاں کوئی چڑیا بھی پر نہ مار سکتی ہوگی اور آج......... ھی خاویۃ علی عروشہا کا منظر پیش کر رہا ہے.........

مٹے ناميوں کے نشاں کیسے کیسے زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

قلعہ کی سیر اور شہر کی دیگر تاریخی عمارتیں وغیرہ دیکھنے کے بعد ہم شیخ عبداللہ نقشی کے اوقاف میں پہنچے

...... یہاں ان کی خانقاہ بھی ہے اور مدرسہ و اسکول و ہاسٹل بھی...... گویا یہ ان کا ہیڈ کوارٹر ہے...... یہاں لوگ سنی حنفی ماتریدی اور سلاسل نقشبندیہ و قادریہ سے منسلک ہیں۔

شیخ عبداللہ نقشی قادری ترکی الاصل ہیں مگر تھوڑی بہت عربی جانتے ہیں بالکل ہمارے بعض علماء کی طرح کہ سمجھ لیتے ہیں بول نہیں پاتے بولیں بھی تو ایک آدھ جملے کے بعد تکلف محسوس کرنے لگتے ہیں...... اور مترجم کا سہارا لینا چاہتے ہیں...... اور پھر مترجم کے رحم و کرم پر ہوتا ہے کہ وہ کونسی بات کس طرح ترجمہ کرکے بتاتا ہے ...... یہاں ہمیں فی البدیہہ ترجمہ کے حوالہ سے ایک منظر یاد آرہا ہے...... حضرت احمد عطاس مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے شیخ طریقت حضرت بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت وملاقات کو گولڑہ شریف تشریف لائے ہوئے تھے اور انہیں خادمانِ آستانہ و لنگر مختلف گوشوں کا وزٹ کرارہے تھے چلتے چلتے لنگر خانہ کے مویشی خانہ میں پہنچ گئے بیلوں میں ایک نہایت خوبصورت بیل بندھا تھا مدنی صاحب نے اس کی نسل کے بارے میں غالبا کوئی سوال کیا ہوگا کہ مترجم نے برجستہ کہا...... **نعم ھذا دانڈ یاسیدی ......**

ہمارا مترجم کب ایسا ہی کوئی شگوفہ چھوڑ دے گا ہم ہمہ تن گوش تھے، شیخ عبداللہ نقشی پچاس پچپن سے زیادہ عمر کے نہ تھے...... چاق و چوبند، ہلکی سی سفید داڑھی سر پہ ایک ان بندھا سا سفید عمامہ...... جوان کی درویشی کا پتہ دے رہا تھا...... البتہ اپنے آفس میں بڑی میز کے اس جانب بیٹھے خوبصورت لگ رہے تھے ہاتھ میں ایک کالے رنگ کی تسبیح بھی تھی...... گفتگو بڑی شائستہ سنجیدہ اور الفاظ سیدھے سادے اور محبت بھرے...... انہوں نے پاکستان میں سلاسلِ صوفیاء کے بارے میں دریافت کیا اور ہم نے ان سے ان کے سلسلہ کے متعلق پوچھا...... معلوم ہوا کہ ہندو پاک کے صوفیاء کے اسماء سے ناواقف ہیں مگر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ و قادریہ کے اوپر کے بزرگوں کو اس لئے جانتے ہیں کہ وظائف میں ان کے شجرے شامل ہیں...... پھر شیخ نے ذکر کی بات کی کہ ترکی میں سلسلہ قادریہ میں ذکر بالجہر ہوتا ہے اور نقشبندیہ میں سری و جہری دونوں طرح ہوتا ہے۔ بزرگان دین کی کتب تصوف پر بات ہوئی، تو انہوں نے امام ابوالحسن قشیری کے رسالہ قشیریہ کا ذکر فرمایا اور غنیۃ الطالبین وفتوح الغیب کی بات کی جو حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی سے منسوب ہیں...... مغرب ہو چکی تھی اور دونوں نوجوان فرقان اور اس کا دوست جانا چاہتے تھے مگر شیخ نے اجازت نہ دی اور کہا کہ کھانا کھا کر جائیے گا...... چنانچہ تیس منٹ مزید بات چیت کی نذر ہوگئے شیخ نے پاکستان کے نظام تصوف میں گہری دلچسپی لی اور پاکستان کو ایک صوفی ملک یا صوفیاء کا پیروکار ملک قرار دیا...... دیگر ترک علماء مشائخ کی طرح انہیں بھی

☆ تاتریاق ازعراق بیاورند...... مارگزیدہ مردہ باشد ☆

پاکستانیوں سے محبت کرنے والا پایا.... حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے بھی انہیں عقیدت تھی جو ان کی گفتگو سے چھلکتی تھی.... عراق کا وہ بارہا سفر کر چکے تھے.... علاوہ ازیں شام و اردن بھی جا چکے تھے ان کے مریدین کی بڑی تعداد افریقی اور وسط ایشیائی ریاستوں میں ہے.... شام کے کھانے میں ترکی طرز کی (سبزی والی) بریانی اور دیگر ماکولات کا انتظام تھا.... کھانے کے بعد شیخ ذرا دیر کو اپنے دیوان خانہ خاص میں تشریف لے گئے.... اور ہمیں مریدوں سے بات چیت کے لئے موقع دیا.... ان میں سے بعض اچھی عربی بولتے تھے اسی مبارک زبان کے توسط سے ان سے گفتگو رہی.... یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ترکی میں بچوں اور بچیوں کے اکثر نام پاکستانی ناموں سے ملتے جلتے ہیں۔ پھر ان کے ایک اور خادم آ گئے اور کہا آپ کو ہم اپنا یہ ادارہ وزٹ کرانا چاہتے ہیں....

ہم خوش ہوئے ہم چل دیئے مقصود تھی رب کی رضا....

چار منزلہ عمارت جو کراچی کے دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کی عمارت کے مشابہ مگر ذرا کشادہ تھی .... اور نئی بھی.... اس میں طلبہ و سالکین کی رہائش گاہیں بھی تھیں اور کلاس رومز بھی۔ اس میں ایک منزل آنے جانے والے مہمانوں اور خاص مریدین کے لئے بطور اسپیشل ہوسٹل وقف تھا.... لنگر خانے کی صفائی ستھرائی دیکھ کر بہت دل خوش ہوا.... ایک منزل پر سیکریٹریٹ اور تمام دفاتر تھے اور اسی منزل پر شیخ کا مکتب بھی اور مکتبہ بھی تھا.... خودکار لفٹ کے نظام نے اوپر نیچے جانے آنے میں جو سہولت پیدا کی اس پر ہم اللہ کے شکر گزار ہوئے کہ سفر کے بعد اور دن بھر کی سیر کی تھکاوٹ کے بعد ہمیں سیڑھیاں چڑھنا پڑتیں تو بہت دشواری ہوتی....

عشاء سے قبل ہی اُن کے خلیفہ و مرید شیخ سیف اللہ نے بتایا کہ شیخ کی خواہش ہے کہ رات کو آپ یہاں ادارے میں (ہوسٹل میں) ٹھہرنے کی بجائے شیخ کے گھر پر قیام کریں.... ہمارے پاس ان کی اس پیش کش کو ٹھکرانے کا کوئی معقول جواز نہیں تھا پھر دوسرے خلیفہ نے آ کر کہا شیخ کی قیام گاہ پر آپ کے لئے ٹھہرنے کا انتظام کر دیا گیا ہے.... آپ کا بیگ وہاں پہنچ چکا ہے اور تھوڑی ہی دیر میں آپ شیخ کی گاڑی میں ان کی معیت میں ان کی قیام گاہ تشریف لے چلیں گے........ چنانچہ رات ہم نے شیخ کی قیام گاہ پر جو کہ ان کے ادارے سے خاصے فاصلے پر تھی.... قیام کیا عشاء کی نماز ان کے دولت کدہ سے منسلک مسجد میں ان کی امامت میں ادا کی.... شیخ نے اپنے ایک مرید خاص شیخ عمر کو ہماری دیکھ بھال (خدمت) پر مامور کیا.... وہ تھوڑی دیر میں ایک صینی میں دودھ اور قہوہ لے آئے.... کہا **مولانا الجو بارد.... فاحسن لو تشربون من هذا ولو قليلا**

ان العصا من العصية خشت اول چون نہد معمار کج............ تاثریا می رود دیوار کج

..........(سردی ہے' آپ ان میں سے کچھ ضرور نوش فرمائیں اگر چہ تھوڑا ہی ہو)

شیخ عمر کوئی پچیس سال کے نوجوان ہیں اور نعت بہت ہی خوبصورت پڑھتے ہیں......ہم نے ان سے ان کے احوال بھی معلوم کیئے......ایک اسکول میں پڑھاتے ہیں شام کو شیخ کی خدمت میں آجاتے ہیں ......امیر کبیر شیخ کے جس کمرے میں اس غریب کو رب کریم وقدیر کے فضل سے جگہ ملی وہ بہت سجا سجایا کمرہ تھا ۔کیا نرم اور خوبصورت بستر تھے اور کیا عمدہ پشمینے کی چادریں ان پر پڑی تھیں......کمبل اور روئی کی رضائی الگ پائنتی میں رکھی تھی......واش روم تو بہت ہی خوبصورت اور مزین تھا......ہم بوریہ نشین زمین پر سونے کے عادی ہیں ......چنانچہ سردی کے باعث عمر نے جلد دروازہ بند اور واٹر ہیٹر آن کر دیا۔عمر اور شیخ عبداللہ اپنے بالا خانے میں چلے گئے' ان کے اپنے کمرے میں تشریف لے جانے کے بعد ہم نے ایک چادر کھینچی اسے دہرا کیا اور زمین پر بچھے ترکی قالین پر بچھا کر تکیہ رکھا اور دراز ہو گئے......لیٹے لیٹے ہم سوچتے رہے مالک الملک......نہ کوئی رشتہ وتعلق ہے نہ جان نہ پہچان......اور یہ کیسی ناز برداریاں ہو رہی ہیں......دل نے کہا اسلام کا رشتہ ایسا مضبوط رشتہ ہے کہ اجنبیت کو ختم کر کے اپنائیت کو جنم دیتا ہے......پھر اس پر مستزاد اہلِ تصوف سے تعلق ہے جو یہاں تک لے آیا......مگر اصل بات یہ ہے کہ یہ استانبول ہی سے کسی تصرف کے نتیجہ میں ہو رہا تھا......خواہ وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا ہو یا کسی اور بزرگ کا..........ہماری آؤ بھگت ہماری وجہ سے نہیں ہو رہی تھی کہ ہماری تو اوقات ہی کیا ہے؟ مگر یہ سب عنایات ونوازشات بزرگانِ سلسلہ کے آپس کے تعلقات کے سبب متشکل ہو کر سامنے آ رہی تھیں......ذلک فضل اللہ یعطیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم..........

فجر کی نماز کے بعد حسب معمول ذکر اور دعاء ہوئی اور پھر شیخ نے ہمیں شیخ سیف اللہ کے ساتھ کر دیا اور فرمایا میں رات بھر کا جاگا ہوا ہوں اب کچھ آرام کرنے کو طبیعت چاہ رہی ہے سیف اللہ آپ کو ناشتہ بھی کرائیں گے اور اپنی گاڑی میں انقرہ کی باقی سیر بھی......یہ ہماری شیخ سے الوداعی ملاقات تھی کہ ہمیں پھر انقرہ کی سیر کے بعد واپس لوٹ کر ان کے پاس نہیں آنا تھا بلکہ دوپہر کی ٹرین سے قونیہ شریف کے لئے روانہ ہونا تھا جس کا انتظام شیخ نے **بلطفہ وکرمہ** رات کو ہی کر دیا تھا اور فرمایا کہ آپ کے قونیہ کے سفر کے لئے فاسٹ ٹرین کی سیٹ بک کروادی گئی ہے......

شیخ سیف اللہ نے اسی عمارت میں جس میں شیخ رہتے ہیں اپنے فلیٹ میں ہمیں ناشتہ کرایا اور ان کے گھر والوں نے غالباً ہر ترکی ڈش اس میں شامل کر دی تھی مگر ہم نے سردی کے باعث شہد اور مکھن وپنیر استعمال

کیا روٹی یہاں گھروں پر پکانے کا رواج کم ہے لہذا وہ بیکری یا تنور سے ہی آتی ہے......اور خواتین صرف اس کی لیپا پوتی کرتی ہیں' مکھن سے یا گھی سے یا دیگر لوازمات سے ناشتے کی ٹیبل بھی یہاں عجیب تھی جو اس سے پہلے نہ دیکھی تھی کہ ہے تو ٹیبل مگر زمین پر بیٹھ کر ناشتہ کرنے کے لئے نہ کہ کرسیوں پر بیٹھ کر اس کی اونچائی بمشکل ایک ڈیڑھ فٹ ہوگی اور یہ گھومنے والی میز ہے کہ اس میز پر جو کچھ رکھا ہے ہر کوئی اسے گھما کر اپنی طرف کرلے اور جو پسند یا ضرورت ہو لے لے.........اللہ کی قدرت کی یہ بھی نشانیاں ہیں کہ ہر ملک کا اپنا ایک ٹیسٹ (Taste) ہے اور اپنی آب وہوا کے مطابق غذائیں ہیں...... یہ جو اس نے فرمایا ہے کہ وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها ....تو اس پر بیرون ملک جا کر یقین مزید پختہ ہوتا (عین الیقین میں بدلتا) ہے کہ جن نعمتوں کو اپنے گھر اور ملک میں ہم نے دیکھا ہی نہیں اور وہ دنیا کے مختلف ملکوں اور خطوں میں پھیلی ہوئی ہیں ان کو ہم کیسے شمار کرسکتے ہیں جبکہ جنہیں ہم نے دیکھا اور استعمال کیا ہے ان کا شمار بھی مشکل ہے......پھر ہر ملک میں روٹیوں کی مختلف انواع واقسام ہیں اور دیگر کھانوں کی تو بیسیوں قسمیں ہیں ہی.......بعض فروٹ ایسے ہیں جو ہمارے ملک میں پائے ہی نہیں جاتے بلکہ ہم ان کے نام تک سے واقف نہیں......جو پھل ہمارے ملک جیسے وہاں ہیں ان کے ذائقے وہ نہیں جو ہمارے ہاں کے پھلوں میں ہیں......بلکہ یہ قدرت کا ایک عظیم عطیہ ہے کہ ہمارے ملک کے پھلوں میں جو عمدہ خوشبو اور ذائقہ ہے دیگر ممالک کے پھلوں میں نہیں البتہ ملک شام جس کو نبی اکرم ﷺ کی دعاء ہے اس کی بات کچھ اور ہے......پھلوں کے بارے میں ہمارا تجربہ یہ ہے کہ جس ملک جائیں وہاں اسی ملک کے پھل کھائیں اور وہ کھائیں جن کا موسم اس وقت عروج پر ہو......اور وہ نیم پختہ نہ ہوں بلکہ خوب پختہ ہوں.........اور تازہ ہوں......شام میں اللہ تعالی نے ہمیں انواع واقسام کے پھل کھلائے مگر زیتون سب پر حاوی رہا.........اور انجیر تو ایسا لذیذ کہیں اور اب تک نہیں کھایا.........

آج صبح ناشتہ کے بعد ہم پارلیمنٹ ہاؤس ایوان صدر' ایوان وزیر اعظم' دیگر سرکاری وزارتیں اور ادارے وزٹ کرنے نکلے اور ان سب سے پہلے ایک پارک جہاں لوگ مارننگ واک کے لئے جاتے ہیں...... یہ پارک شہر کے بیچم بیچ واقع ہے اور اس میں واکنگ ٹریک کافی طویل ہے آگے چل کر یہ پارک پولو گراؤنڈ کے ساتھ جا ملتا ہے......صبح کے وقت سینکڑوں مرد وخواتین کو اس پارک میں واک کرتے پایا......

پارک کی مختصر سی سیر کے بعد ہمیں وہاں لے جایا گیا جہاں انقرہ کی معروف جھیل موگان ہے......اس جھیل کے نظارہ کے لئے انقرہ کے شہری چھٹیوں میں ضرور آتے ہیں اور یہاں پکنک منایا کرتے ہیں...... یہاں ہماری دلچسپی کی کوئی خاص

بات نہ تھی ...... جہلم سے واپسی پر شہر میں کئی سرکاری عمارتیں اور یونیورسٹیاں دیکھنے کا موقع بھی ملا ...... لیکن چھٹی کا دن ہونے کے سبب کسی یونیورسٹی یا تحقیقی ادارے کا وزٹ نہ کیا جاسکا ...... تاہم واپسی پر وزیر اعظم ترکی کے مشیر جناب ہارون سیلک کے ساتھ ہم نے ایک ریسٹورینٹ میں دوپہر کا کھانا کھایا ...... یہاں کا کھانا ترکی طرز کی خاص ڈشوں پر مشتمل تھا جس میں کباب وغیرہ زیادہ اقسام کے تھے ...... ہارون صاحب کے ساتھ کوئی ایک گھنٹہ گفتگو رہی ہمارے ساتھی سیف اللہ فاروقی اور عبدالرحمٰن اکاؤنٹنٹ (فاروقی وقف) انہی کے گاؤں کے رہنے والے ہیں ...... یہاں سے فارغ ہوکر ہم ریلوے اسٹیشن گئے جہاں سے قونیہ کے لئے روانہ ہونا ہے پیر عبداللہ فاروقی صاحب نے ہمارا ٹکٹ پہلے ہی بک کرادیا تھا...... ٹرین کی روانگی سے کوئی دس منٹ قبل ہی ہم یہاں پہنچے' اس بکنگ کی بنیاد پر ہم نے یہاں آکر ٹکٹ خرید لیا اور ہم ٹرین میں سوار ہوگئے یہ ایک تیز رفتار ٹرین ہے جو کچھ ہی عرصہ قبل چلنا شروع ہوئی ہے ......

اپنے وقت مقرر ایک بجے یہ روانہ ہوگئی اور اس نے دو بج کر پچاس منٹ پر قونیہ پہنچا دیا۔ وہ قونیہ جس کی زیارت کی ہم نے رب العزت سے بار ہا دعائیں مانگی ہیں ...... وہ قونیہ جس میں ملک روم کے عظیم صوفی اور ملکِ ولایت کے ایک عظیم تاجور مولائے روم کی قیام گاہ و آرام گاہ ہے ...... وہ جنہوں نے خود اپنے بارے میں کہا ہے ......

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم ...... تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد ......

(جاری ہے)

مجلہ فقہ اسلامی کا .... چودہ سالہ اشاریہ شائع ہوگیا ہے

قیمت صرف پچاس روپے علاوہ ڈاک خرچ

مجلہ فقہ اسلامی میں گزشتہ چودہ برس کے دوران کن کن موضوعات پر مضامین شائع ہوئے ہیں؟ یہ جاننے کے لئے یہ اشاریہ انتہائی مفید ہے۔ اور وہ مضامین اگر ضرورت ہوں تو حاصل کرنے کے لئے فوری طور پر رابطہ کیجئے

حافظ عبدالرحمٰن ثانی

خطیب ہاؤس پی ۹۸ پنجاب ٹاؤن ملیر ہالٹ کراچی

0312-2090807